غیر مسلمین کے ساتھ موالات کا حکم

از قلم : غازی عزیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَ
نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا
مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ
لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ ، اَمَّا بَعْدُ :-

"پاکستان کے ممتاز مفکر و عالم دین" جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے کسی غیر اہل کتاب شخص کے ساتھ یا ان کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانے کی ممانعت بیان کرنے کے سلسلہ میں ایک مدلل اور تحقیقی مضمون اس سے قبل بعنوان "غیر اہل کتاب کے ساتھ کھانا کھانے کا مسئلہ" مورخہ یکم مئی ۱۹۸۶ء کو مرتب کیا جا چکا ہے جس میں غیر مسلمین اور بالخصوص کفار و مشرکین کے ساتھ "ترک موالات" کی ترغیب اور اس سے متعلق جملہ احکام ایک الگ موضوع بحث ہونے کے سبب قصداً بیان نہیں کئے گئے تھے لیکن بعض حلقوں میں "کفار و مشرکین" کے ساتھ "ترک موالات" کے احکام کو ان کی ذات کے "نجس عین" ہونے یا اُن کی چھوئی یا پکائی ہوئی کسی حلال خوردنی شے کو استعمال کرنے کی حرمت کی دلیل کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے جو فی الواقع تاویل بعید، خلطِ مبحث اور CONFUSION کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

اس سلسلہ میں بعض رفقاء نے سعودی عرب کے ایک معزز، بے باک، نامور، حق گو سلفی بزرگ، اپنے وقت کے ایک ممتاز جید عالم دین اور حقیقی مجاہد بالقلم علامہ شیخ عبد اللہ بن سلیمان بن حمید رحمہ اللہ کے رسائل کے مجموعہ "الاربع الرسائل المفیدۃ" طبع یازدہم الریاض ۱۴۰۱ھ کے ایک وقیع رسالہ "الھدیۃ الثمینۃ فیما

یحفظ بہ المرء دینہ ''کے صفحات ص۸۱ تا ۹۴ کا خلاصہ نقل کرکے دیا ہے جو کفار ومشرکین کے ساتھ '' موالات '' کے حکم سے متعلق ہے - اس یک ورقہ خلاصہ کا بامحاورہ اور سلیس اُردو ترجمہ اور اس موضوع سے متعلق شرعی احکام بصورت '' استدراک '' ذیل میں پیش خدمت ہے :-

آں رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا -

'' لا تزال طائفۃ من امتی علی الحق منصورۃ لا یضرھم من خذلھم حتی یاتی امر اللہ ؎

ترجمہ : '' میری اُمت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا اور اللہ تعالےٰ کی مدد اس کے شامل حال ہوگی - اسکی مخالفت کرنے والے اور نقصان پہنچانے والے اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے یہاں تک کہ اللہ کا امر (یعنی قیامت) آجائے -

لیکن یہ برحق گروہ بہت قلیل تعداد میں ہوگا - میری خواہش ہے کہ کاش میں بھی ایسی ہی شان والوں میں سے ایک فرد شمار کیا جاؤں اگرچہ میرا علم اور قدرت کلام بہت مختصر ہے - جب میں اکثر لوگوں کو دین اسلام سے انقلاب کرتے اور صنم پرستوں اور شریعت کے دشمنوں یعنی نصاریٰ (عیسائی) ملحدین اور روافض (شیعہ) کے ساتھ موالات کرتے دیکھتا ہوں تو میری دینی غیرت وحمیت اور انسانی شفقت بیدار ہو اٹھتی ہے ، چنانچہ میں نے بعض قرآنی آیات و احادیث نبوی اور علمائے سنت کے اقوال جمع کئے ہیں جو سہل انداز میں مشرکین کے ساتھ اختلاط (یعنی گھلنے ملنے) کی حرمت ، ان کے ساتھ موالات ، ان کی بستیوں (اور ممالک) کی جانب سفر کرنے ، وہاں قیام کرنے اور اجنبی شرکات (کمپنیوں) کے ساتھ اضطراری حالات میں کام کرنے کے احکام سے متعلق ہیں - - - الخ

علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب مبین میں اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ

؎ رواہ مسلم ج ۲ ص۱۴۳ وابن ماجہ ج ۱ ص۳ عن ثوبان وکذا فی الدارمی ج ۲ ص۲۱۳ والبخاری ج ۲ ص۱۰۸۷ عن مغیرہ بن شعبہ ورواہ مسلم ج ۲ ص۱۴۳ عن معاویہ ایضاً باختلاف اللفظ -

وسلم کی زبانِ مبارک سے تمام مومنوں پر مشرکین کے ساتھ رفاقت اور ان کے ساتھ مودّت کے اظہار کو حرام قرار دیا ہے اور اس پر سخت وعید و تہدید مذکور ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :-

١ - "لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً" [٢]

ترجمہ: "مسلمانوں (مومنوں) کی دوستی سے تجاوز کرکے اور جو شخص ایسا کام کرے گا سو وہ شخص اللہ کے ساتھ دوستی رکھنے کے کسی شمار میں نہیں مگر ایسی صورت میں کہ تم ان سے کسی قسم کا (قوی) اندیشہ رکھتے ہو۔" [٣]

[مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم فرماتے ہیں کہ "اوپر (اس سے قبل) کفار کی مذمت مذکور تھی اس آیت میں ان کے ساتھ دوستی کرنے کی ممانعت فرماتے ہیں (اور) تجاوز دو صورت سے ہوتا ہے ایک یہ کہ مسلمانوں کے ساتھ بالکل دوستی نہ رکھیں، دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے ساتھ کفار سے بھی دوستی رکھیں، یہ دونوں صورتیں ممانعت میں داخل ہیں" (اختصار شدہ بیان القرآن ص۷۵ حواشی ص۳۷۲)]

٢ - "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تَتَّخِذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ" [٤]

ترجمہ: "اے لوگوں جو ایمان لائے ہو، تمہارے پیش رو اہلِ کتاب میں سے جن لوگوں نے تمہارے دین کو مذاق اور تفریح کا سامان بنالیا ہے انہیں اور دوسرے کافروں کو اپنا دوست اور رفیق نہ بناؤ۔ اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔" [٥]

---

[٢] سورہ آل عمران - ٢٨ پ۳ [٣] ترجمہ و تفسیر اختصار شدہ بیان القرآن از مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم ص۲۰ طبع تاج کمپنی [٤] سورہ المائدہ - ٥٧ پ٦ [٥] تفہیم القرآن از مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم ج ۱ ص۴۸۳ طبع ادارہ ترجمان القرآن لاہور

[اس آیت کے نزول کے اسباب بیان کرتے ہوئے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں: "یہ اشارہ ہے دو قصوں کی طرف ایک یہ کہ جب اذان ہوتی اور مسلمان نماز شروع کرتے تو یہود کہتے کہ یہ کھڑے ہوتے ہیں خدا کرے کبھی کھڑا ہونا نصیب نہ ہو اور جب ان کو رکوع و سجدہ کرتے دیکھتے اور تمسخر کرتے - دوسرا قصہ یہ ہے کہ مدینہ میں ایک نصرانی تھا جب اذان سنتا اشہد ان محمداً رسول اللّٰہ تو کہتا قد حرق الکاذب یعنی جھوٹا جل جاوے - ایک شب ایسا اتفاق ہوا کہ وہ اور اس کے اہل و عیال سب سو رہے تھے کوئی خادم گھر میں آگ لے کر گیا ایک چنگاری گر پڑی وہ اور اس کا گھر اور گھر والے سب جل گئے یہ تو اَلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ کے مصداق تھے اور الکفار کے مصداق کا ایک قصہ یہ ہوا تھا کہ رفاعہ بن زید بن تابوت اور سعید بن الحارث نے منافقانہ اظہار اسلام کیا تھا - بعضے مسلمان ان سے اختلاط رکھتے تھے - ان سب واقعات پر یہ آیتیں نازل ہوئیں" (اختصار شدہ بیان القرآن صـ۱۰۱)]

۳ - "بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۨ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا - وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ حَتّٰي يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ڮ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُھُمْ"	ترجمہ: "اور جو منافق اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق بناتے ہیں انہیں یہ مژدہ سنا دو کہ ان کے لئے دردناک سزا تیار ہے - کیا یہ لوگ عزت کی طلب میں ان کے پاس جاتے ہیں حالانکہ عزت تو ساری کی ساری اللہ ہی کے لئے ہے - اللہ اس کتاب میں تم کو پہلے ہی حکم دے چکا ہے کہ جہاں تم سنو کہ اللہ کی آیات کے خلاف کفر بکا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے

ك‍ سورہ النساء - ۱۳۸ تا ۱۴۰ اپ ۵

وہاں نہ بیٹھو جبتک کہ لوگ کسی دوسری بات میں نہ لگ جائیں ۔
اب اگر تم ایسا کرتے ہو تو تم بھی انہی کی طرح ہو۔“

[مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم لکھتے ہیں کہ: ”یہ استہزار کرنے والے مکہ میں مشرکین تھے اور مدینہ میں یہود تو علانیہ اور منافقین صرف غرباء و ضعفاء مسلمین کے روبرو۔ پس جس طرح وہاں مشرکین کی مجالست ایسے وقت میں ممنوع تھی یہاں یہود اور منافقین کی مجالست سے نہی ہے۔ اہل باطل کے ساتھ مجالست کی چند صورتیں ہیں: اوّل ان کی کفریات پر رضا کے ساتھ یہ کفر ہے، دوم اظہار کفریات کے وقت کراہت کے ساتھ مگر بلا عذر یہ فسق ہے، سوم کسی ضرورت دنیوی کے واسطے یہ مباح ہے، چہارم تبلیغ احکام کے لئے یہ عبادت ہے، پنجم اضطرار و بے اختیاری کے ساتھ اس میں معذوری ہے۔“ (اختیار شدہ بیان القرآن صفحہ ۹)]

۴۔ ”یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا“

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق نہ بناؤ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کو اپنے خلاف صریح حجت دے دو۔“ [۸]

[مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم فرماتے ہیں: ”حجتِ صریحہ یہی ہے کہ ہم نے جب منع کر دیا تھا تو پھر کیوں ایسا کیا۔“
(اختصار شدہ بیان القرآن صفحہ ۹ حاشیہ ۹)]

۵۔ ”تَرٰی كَثِیْرًا مِّنْهُمْ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَفِی الْعَذَابِ

ترجمہ: ”آج تم ان میں بکثرت ایسے لوگ دیکھتے ہو جو (اہل ایمان کے مقابلہ میں) کفار کی حمایت و رفاقت کرتے ہیں یقیناً بہت برا انجام ہے جس کی تیاری ان کے

---

[۷] تفہیم القرآن ج ۱ صفحہ ۴۰۸
[۸] سورہ النساء ۔ ۱۴۴ پ ۵
[۹] تفہیم القرآن ج ۱ صفحہ ۴۱۱

هُمْ خٰلِدُوْنَ ۔ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۔" [۱۰]

نفسوں نے ان کے لئے کی ہے۔ اللہ ان پر غضبناک ہو گیا ہے اور وہ دائمی عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں۔ اگر فی الواقع یہ لوگ اللہ اور پیغمبرؐ اور اس چیز کے ماننے والے ہوتے جو پیغمبرؐ پر نازل ہوئی تھی تو کبھی (اہل ایمان کے مقابلہ میں) کافروں کو اپنا رفیق نہ بناتے مگر ان میں سے تو بیشتر لوگ خدا کی اطاعت سے نکل چکے ہیں۔ تم اہل ایمان کی عداوت میں سب سے زیادہ سخت یہود اور مشرکین کو پاؤ گے۔" [۱۱]

جو اہل ایمان کے مقابلہ میں کفار کی حمایت و رفاقت کرتے ہیں ایسے لوگوں کی وضاحت مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم یوں فرماتے ہیں: "یہود مدینہ اور مشرکین مکہ میں مسلمانوں کی عداوت کے علاقہ سے جس کا منشا تناسب فی الکفر تھا باہم خوب سازگاری تھی۔" (اختصار شدہ بیان القرآن ص ۱۰۹ حاشیہ ۱)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کا قول ہے: "اللہ تعالیٰ پر ایمان، اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو کچھ ان پر نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان ان کی (کفار و مشرکین کی) "ولایت" [۱۲] کے بغیر مستلزم ہے۔ ان کی ولایت کا اثبات عدم ایمان

---

۱۰ سورہ المائدہ ۸۰ تا ۸۲ پ ۶ ۔ ۱۱ تفہیم القرآن ج ۱ ص ۴۹۶، ص ۴۹۷

۱۲ "ولایت" کا لفظ عربی زبان میں حمایت، نصرت، مددگاری، پشتیبانی، دوستی، قرابت، سرپرستی اور اس سے ملتے جلتے مفہومات کے لئے بولا جاتا ہے۔ قرآن کریم کی بعض آیات جن میں کفار کے بجائے مومنوں کو اولیاء بنانے کا ترغیبی ذکر ملتا ہے ان کے سیاق و سباق کا مطالعہ کرنے سے بقول مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم "صریح طور پر پتہ چلتا ہے کہ اس سے مراد وہ رشتہ ہے جو ایک ریاست کا اپنے شہریوں سے اور شہریوں کا اپنی ریاست سے اور خود شہریوں کا آپس میں ہوتا ہے۔" (تفہیم القرآن ج ۲ ص ۱۶۱ حاشیہ ۵۰ مختصراً)

کا موجب ہے کیونکہ لازم کا عدم ملزوم کے عدم کا بھی متقاضی ہے ۔"

چنانچہ بعض محققین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰے نے ان کے ساتھ موالات پر اپنی خفگی و غضب اور ہمیشہ عذاب میں رہنے کی سزا مقرر فرمائی ہے ۔ یہ جان لو کہ ان کی ولایت سے کچھ حاصل نہ ہوگا مگر اس کو جو خود مومن نہ ہو ۔ مگر جو لوگ اللہ تعالٰے پر اس کی نازل کردہ کتاب پر اور اس کے بھیجے ہوئے رسول پر ایمان رکھتے ہیں وہ ان کے ساتھ موالات نہیں رکھتے بلکہ ان کے ساتھ عداوت کا رویہ اختیار کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالٰے نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے اصحاب کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا ہے ۔

۱ ۔ "لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ"	ترجمہ: "جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے برخلاف ہیں گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہوں ۔" [۱۳]

دنیائے عرب کے ایک مشہور اور جید عالم دین علامہ یوسف القرضاوی "مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: " اس سے مراد محض کفر کرنا نہیں ہے بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ و جدل اور جارحانہ کارروائی کرنا ہے ۔" (الحلال والحرام فی الاسلام للقرضاوی)

۲ ۔ "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ	ترجمہ: "اے ایمان والو اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو (اپنا) رفیق مت بناؤ اگر وہ لوگ کفر کو بمقابلہ ایمان کے (ایسا) عزیز رکھیں (کہ ان کے ایمان لانے کی امید نہ رہے)

---

[۱۳] سورۃ المجادلہ ۔ ۲۲ پ ۲۸ [۱۴] اختصار شدہ بیان القرآن ص ۲۹۳

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۵﴾ اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ رفاقت رکھے گا سو ایسے لوگ بڑے (ظالم اور) نافرمان ہیں " ۱۶

٣ ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۔ اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ: "اے ایمان والو تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو حالانکہ تمہارے پاس جو دین حق آچکا ہے وہ اس کے منکر ہیں ۔ رسول کو اور تم کو اس بنا پر کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے شہر بدر کر چکے ہیں اگر تم میرے رستہ پر جہاد کرنے کی غرض سے اور میری رضامندی ڈھونڈنے کی غرض سے (اپنے گھروں سے) نکلے ہو تم ان سے چپکے چپکے دوستی کی باتیں کرتے ہو حالانکہ مجھ کو سب چیزوں کا خوب علم ہے تم جو کچھ چھپا کر کرتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اور (آگے اس پر وعید ہے کہ) جو شخص تم میں سے ایسا کرے گا وہ راہ راست سے بھٹکے گا ۔ اگر ان کو تم پر دسترس ہو جاوے تو (فوراً) اظہار عداوت کرنے لگیں اور (وہ اظہار عداوت یہ

---

۱۵ سورۃ التوبہ ۔ ۲۳ پ ۱۰ (مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ سورہ توبہ کا دوسرا نام سورہ البراءۃ بھی ہے "براءۃ" اس لحاظ سے کہ اس کے آغاز میں مشرکین سے بری الذمہ ہونے کا اعلان ہے " (تفہیم القرآن ج ۲ ص ۱۶۶)

۱۶ اختصار شدہ بیان القرآن ص ۱۷۱ ۱۷ سورہ الممتحنہ ۔ ۱ ، ۲ پ ۲۸

کہ) تم پر برائی کے ساتھ دست درازی اور زبان درازی کرنے لگیں (یہ دنیوی اضرار ہے)، اور (دینی اضرار یہ کہ) وہ اس بات کے متمنی ہیں کہ تم کافر (ہی) ہو جاؤ۔"[۱۸]

ان آیات کے متعلق مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب فرماتے ہیں: "مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے اور ابن عباسؓ، مجاہد، قتادہ، عروہ بن زبیر وغیرہ حضرات کی متفقہ روایت بھی یہی ہے کہ ان آیات کا نزول اس وقت ہوا تھا جب مشرکین مکہ کے نام حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ کا خط پکڑا گیا تھا۔" (تفہیم القرآن ج ۵ ص ۴۲۲ حاشیہ ۱)

اور علامہ یوسف القرضاوی فرماتے ہیں کہ سورہ الممتحنہ کی یہ آیت مشرکین مکہ کے ساتھ موالات رکھنے کے سلسلہ میں نازل ہوئی تھی جنہوں نے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عملی طور پر جنگ کی اور مسلمانوں کو محض اس جرم کی پاداش میں کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ واحد ہے، ناحق ان کے گھروں سے بے گھر کیا تھا۔ ظاہر ہے ان حالات میں مشرکین مکہ کے ساتھ مسلمانوں کے موالات کے تعلقات قطعاً جائز نہیں ہو سکتے تھے، مگر پھر بھی قطعاً ان سے تعلقات منقطع کرنے یا ان سے دوستی قائم ہونے کے امکان پر مایوسی کا اظہار نہیں کیا گیا بلکہ ذرا آگے اسی سورہ کی آیت ۷ میں فرمایا گیا: عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۭ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ[۱۹]

یعنی "اللہ تعالیٰ سے امید ہے (یعنی ادھر سے وعدہ ہے) کہ تم میں اور ان لوگوں میں جن سے تمہاری عداوت ہے دوستی کر دے اور اللہ کو بڑی قدرت ہے اور اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے۔"[۲۰] (الحلال والحرام فی الاسلام للقرضاوی)

سورہ الممتحنہ کی اس آیت ۷ کے متعلق مولانا اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں: "یعنی ان کو مسلمان کر دے جس سے عداوت متبدل بہ صداقت ہو جاوے، چنانچہ فتح مکہ کے روز بہت آدمی خوشی سے مسلمان ہو گئے الخ۔" (اختصار شدہ بیان القرآن ص ۴۹۸)

---

[۱۹] سورہ الممتحنہ - ۷ پ ۲۸ [۲۰] اختصار شدہ بیان القرآن ص ۴۹۸

وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ ۲۴ — اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لئے عداوت اور بغض (زیادہ) ظاہر ہو گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ" ۲۵

۲۔ "وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَأَدْعُوْا رَبِّيْ عَسٰى أَلَّا أَكُوْنَ بِدُعَاءِ رَبِّيْ شَقِيًّا" ۲۶ — ترجمہ: "اور میں تم لوگوں سے اور جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کر رہے ہو ان سے کنارہ کرتا ہوں اور اپنے رب کی عبادت کروں گا امید ہے کہ اپنے رب کی عبادت کر کے محروم نہ رہوں گا" ۲۷

علماء فرماتے ہیں: پس یہ برأت ہے اور یہ موالات ہے کہ جس کا معنی یہ ہے کہ لا اللہ الا اللہ جو ایک اللہ کی عبادت کے اثبات پر شامل ہے اور اس میں اس باری تعالیٰ کے علاوہ دوسرے تمام معبودوں کی نفی ہے۔ یہی اسلام کی حقیقت اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت (طریقہ) ہے جسکی اتباع کا ہم سب کو حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ" ۲۸ — ترجمہ: "پھر ہم نے تمہاری طرف یہ وحی بھیجی کہ یکسو ہو کر ابراہیم کے طریقے پر چلو اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا" ۲۹

پس اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی یہ بعض آیات ہیں جو ظاہری طور پر دلالت کرتی ہیں، واضح برہان اور بین حجت ہیں اس امر میں کہ جو مسلم کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کو دوست رکھے یا ان کے شرک کا انکار نہ کرے یا ان کے افعال کی تحسین کرے یا ان کے کفر میں شک کرے تو وہ توحید اور اسلامی شریعت سے لاعلم اور خود بھی

۲۴ سورہ الممتحنہ - ۴ پ ۲۸ — ۲۵ اختصار شدہ بیان القرآن ص ۴۹۷-۴۹۸
۲۶ سورہ مریم - ۴۸ پ ۱۶ — ۲۷ اختصار شدہ بیان القرآن ص ۲۷۸
۲۸ سورہ النحل - ۱۲۳ پ ۱۴ — ۲۹ تفہیم القرآن پ ۱۴

کافر ہے۔

کفار و مشرکین سے مشابہت کے متعلق بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں مثلاً:

حضرت ابن عمرؓ کی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"من تشبہ بقوم فھو منھم"۔[۳۰] ترجمہ: "جو شخص کسی دوسری قوم کی مشابہت کرے پس وہ انہی میں سے ہے"۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

اس حدیث سے کفار کے ساتھ مشابہت کی حرمت ثابت ہے۔"

اور حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: "اس حدیث میں کفار کے ساتھ ان کے اقوال، ان کے افعال، ان کے لباس، ان کی عبادات، اور ان کی عیدوں (تہواروں) وغیرہ کے طور طریقوں، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے مشروع نہیں کیا ہے کسی طرح کی مشابہت کی سخت ممانعت، تہدید اور وعید ہے۔

جہاں تک مشرکین کی بستیوں کی جانب سفر کرنے اور وہاں قیام کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان پیش ہے:

"انا بریٔ من کل مسلم یقیم بین ظھرانی المشرکین"۔ ترجمہ: "میں کسی ایسے مسلمان کی حمایت و حفاظت کا ذمہ دار نہیں ہوں جو مشرکین کے درمیان رہتا ہو"۔

اور سمرۃ بن جندب کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من جامع المشرك او سکن معه فانه مثله"۔ ترجمہ: "جو شخص مشرک کے ساتھ اکٹھا ہو یا سکونت اختیار کرے تو وہ اُسی جیسا ہے۔"

شیخ سلیمان بن سمحان کا قول ہے کہ "ہر مسلمان پر کفار و مشرکین کی عداوت، ان سے بغض، ان سے دوری اور مفارقت قلبی، جسمانی اور زبانی طور پر کرنا واجب ہے"۔

شیخ عبداللہ بن سلیمان بن حمید رحمہ اللہ کے مذکورہ رسالہ کے یک ورقہ خلاصہ کا اُردو

---

[۳۰] مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۳۷۵

ترجمہ اور اس کی مختصر تشریح ختم ہوئی - ترجمہ و تشریح میں اس بات کی انتہائی کوشش کی گئی ہے کہ جہاں قرآن کریم کی آیات آئی ہیں وہاں ان کے تراجم و تفاسیر برّصغیر کے مشہور اور قابلِ اعتماد علمائے متاخرین کی تصانیف سے نقل کی جائیں - جہاں کوئی وضاحت طلب چیز نظر آئی اسے قوسین کے درمیان یا حواشی میں لکھ کر واضح کیا گیا ہے، تمام آیات کے حوالہ جات کا اضافہ کیا گیا ہے نیز بعض آیات جو رسالہ میں مختصراً مذکور تھیں لیکن قرآن کریم میں ان آیات کے پہلے یا بعد میں تسلسل کے ساتھ ایک ہی موضوع پر بحث کرتی دوسری آیات نظر آئیں ان کا اضافہ بھی افادۂ عام کے پیش نظر کر دیا گیا ہے -

آں رحمہ اللہ نے رسالہ مذکور میں جو کچھ فرمایا وہ بلاشک وشبہ صدفی صد صحیح اور اسلامی تعلیمات کی مختصر لیکن بیحد جامع ترجمانی ہے کفار ومشرکین کی اسلام اور اہل اسلام سے عداوت اور ان کی شر انگیزیوں کے باعث ان کے ساتھ ترکِ موالات کے جو دلائل قرآن کریم کی آیات، احادیث نبویؐ اور ائمہ کبار کے اقوال سے مرتب کئے گئے ہیں، اُن پر کلام کی قطعاً گنجائش نہیں ہے، اگرچہ اس سلسلہ میں علمائے سلف نے انتہائی شدّت اختیار کی ہے لیکن پھر بھی اس پوری بحث میں کسی بھی مقام پر صراحتہً یا کنایتہً یہ نہیں فرمایا گیا ہے کہ کفار ومشرکین کی ذات قطعی طور پر خنزیر کی مانند ناپاک ہے یا ان کے ساتھ یا ان کے ہاتھ کی تیار کردہ یا ان کی چھوئی ہوئی حلال اشیاء کے کھانے پینے کی شریعت میں ممانعت ہے کہ جس سے بقول ڈاکٹر اسرار احمد صاحب "مسلمانوں کو احتیاط کرنی چاہیئے"

غیر مسلمین (جنہیں اہل کتاب اور غیر اہل کتاب حتّٰی کہ لادین بھی شامل ہیں) سے مراسم کے متعلق اگر اسلامی تعلیمات کو اجمالی طور پر بیان کیا جائے تو اس سلسلہ میں سورہ الممتحنہ کی آیات (۸ و ۹) جامع اور مکمل دستور کی حیثیت رکھتی ہیں - اس دستور کے پہلے حصّہ میں اس غلط فہمی کہ "تمام غیر مسلمین حسنِ سلوک اور عدل وانصاف کے قطعاً مستحق نہیں ہیں" کا ازالہ کیا گیا ہے بلکہ اس میں ان غیر مسلم قوموں کے ساتھ جو اسلامی ریاست، اسلام اور خود مسلمانوں کی دشمن یا ان سے برسرِ جنگ نہیں ہیں ان کے ساتھ نہ صرف عدل وانصاف کرنے کی بلکہ حسنِ سلوک و رواداری کے ساتھ پیش

آئے اور "بر" (یعنی ہر قسم کی صلاح و فلاح) کی ترغیب بھی ملتی ہے ۔ اسلام صرف ان لوگوں کے ساتھ دوستانہ مراسم رکھنے سے منع کرتا ہے جو اسلامی ریاست، اسلام اور اہل اسلام کے خلاف محاذ آرا ہو کر ان کے خلاف بالفعل جارحیت و قوت کا استعمال کریں چنانچہ دولۃ القطر کے ممتاز مصنف اور جید عالم دین علامہ یوسف القرضاوی فرماتے ہیں:

"اسلام جہاں اپنے مخالفین کے ساتھ عدل اور حُسنِ سلوک کرنے سے نہیں روکتا خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں یہاں تک کہ وہ بت پرست مشرک ہی کیوں نہ ہوں وہاں وہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے ساتھ خصوصی رعایت برتتا ہے، خواہ وہ دارالاسلام میں رہتے ہوں یا اس سے باہر الخ" (الحلال والحرام فی الاسلام، اُردو ترجمہ ص ۴۲۲ طبع بمبئی بار اوّل)

بہت ممکن ہے یہاں بعض لوگ یہ خیال کرنے لگیں کہ غیر مسلموں کے ساتھ بھلائی، حُسن سلوک اور رواداری کے مراسم کس طرح پیدا کئے جا سکتے ہیں جب کہ خود قرآن حکیم میں کفار و مشرکین کو دوست اور اپنا حلیف بنانے کی سخت ممانعت اور ایسا کرنے پر شدید تہدید و وعید ہے جیسا کہ اوپر شیخ عبداللہ بن سلیمان بن حمید رحمہ اللہ کے رسالہ کے ترجمہ میں بیان کیا جا چکا ہے ۔ اس سلسلہ میں علامہ یوسف القرضاوی نہایت واضح اور سلجھے ہوئے انداز میں تحریر فرماتے ہیں:-

"اس کا جواب یہ ہے کہ ان آیتوں کا حکم علی الاطلاق نہیں ہے کہ ہر یہودی، نصرانی یا کافر پر اس کا اطلاق ہو، ورنہ یہ بات اُن آیتوں اور نصوص کے متناقض ہوگی جن میں خیر پسند لوگوں کے ساتھ خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں دوستانہ تعلقات کو جائز قرار دیا گیا ہے ۔" (الحلال والحرام فی الاسلام اردو ترجمہ ص ۴۲۵ - ۴۲۶)

اب قرآن کریم کا مقرر کردہ مکمل دستور ملاحظہ فرمائیں ۔ ارشاد ہوتا ہے:

"لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ	ترجمہ: "اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں
لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ	کے ساتھ احسان اور انصاف کا برتاؤ
وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ	کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے
دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ	دین کے بارے میں نہیں لڑے اور
وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ	تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا-

يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ - اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ
اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ
فِى الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ
مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا
عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ
تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ؀ "
(المحتنہ - ۸، ۹ پ۲۸)

اللہ تعالےٰ انصاف کا برتاؤ کرنے
والوں سے محبت رکھتے ہیں صرف
ان لوگوں کے ساتھ دوستی سے
اللہ تعالےٰ تم کو منع کرتا ہے جو تم
سے دین کے بارے میں لڑے ہوں
اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ہو
اور (اگر نکالا بھی نہ ہو لیکن) تمہارے
نکالنے میں (نکالنے والوں کی) مدد کی ہو
اور جو شخص ایسوں سے دوستی کرے گا وہ ظالم اور گنہگار ہوں گے "

(اختصار شدہ بیان القرآن ص۷۹۸)

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ "کفار کے ساتھ تین قسم کے معاملے ہوتے ہیں: موالات یعنی دوستی، مدارات یعنی ظاہری خوش اخلاقی، مواساۃ یعنی احسان اور نفع رسانی۔ موالات تو کسی حال میں جائز نہیں ہے اور مدارات تینوں حالتوں میں درست ہے: ایک دفع ضرر کے واسطے، دوسرے اس کافر کی مصلحت دینی یعنی توقع ہدایت کے واسطے، تیسرے اکرام ضیف کے لئے اور اپنی مصلحت و منفعت مال و جان کے لئے درست نہیں اور مواساۃ کا حکم یہ ہے کہ اہل حرب کے ساتھ ناجائز اور غیر اہل حرب کے ساتھ جائز رہے)"

(اختصار شدہ بیان القرآن ص۷۶۴ حاشیہ ۵)

سورۃ الممتحنہ کی آیات ۸، ۹ کی شرح میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب فرماتے ہیں: "اس مقام پر ایک شخص کے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ دشمنی نہ کرنے والے کافروں کے ساتھ نیک برتاؤ تو خیر ٹھیک ہے مگر کیا انصاف بھی صرف انہی کے لئے مخصوص ہے؟ اور کیا دشمن کافروں کے ساتھ بے انصافی کرنی چاہیے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سیاق و سباق میں دراصل انصاف ایک خاص مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص تمہارے ساتھ عداوت نہیں برتتا انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ تم بھی اس کے ساتھ عداوت نہ برتو۔ دشمن اور غیر دشمن کو ایک درجہ

میں رکھنا اور دونوں سے ایک ہی سا سلوک کرنا انصاف نہیں ہے۔ نہیں ان لوگوں کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنے کا حق ہے جنہوں نے ایمان لانے کی پاداش میں تم پر ظلم توڑے، اور تم کو وطن سے نکل جانے پر مجبور کیا اور نکالنے کے بعد بھی تمہارا پیچھا نہ چھوڑا۔ مگر جن لوگوں نے اس ظلم میں کوئی حصہ نہیں لیا انصاف یہ ہے کہ تم ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور رشتے اور برادری کے لحاظ سے ان کے جو حقوق تم پر عائد ہوتے ہیں۔ انہیں ادا کرنے میں کمی نہ کرو"۔ (تفہیم القرآن ج ۵ ص۴۳۳ حاشیہ ص۱۲)

ایک اور مقام پر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم فرماتے ہیں (سورہ الممتحنہ میں حاطب بن ابی بلتعہ کی ایک) شدید غلطی پر تنبیہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے تمام اہل ایمان کو یہ تعلیم دی ہے کہ کسی مومن کو کسی حال میں اور کسی غرض کے لئے بھی اسلام کے دشمن کافروں کے ساتھ محبت اور دوستی کا تعلق نہ رکھنا چاہیئے اور کوئی ایسا کام نہ کرنا چاہیئے جو کفر و اسلام کی کشمکش میں کفار کے لئے مفید ہو۔ البتہ جو کافر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عملاً دشمنی اور ایذا رسانی کا برتاؤ نہ کر رہے ہوں ان کے ساتھ احسان کا رویہ اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے"۔ (تفہیم القرآن ج ۵ ص۴۲۱)

اس امر کی تائید میں ذخیرہ کتب احادیث میں ایک مشہور واقعہ مذکور ہے جو اس طرح ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ سے ملاقات کے لئے مکہ سے ان کی کافرہ والدہ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ مدینۃ المنورہ اپنے ساتھ بیٹی کے لئے کچھ تحائف لے کر پہنچیں تو حضرت اسماءؓ نے اپنی کافرہ والدہ سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا لیکن بعد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے ملاقات اور اُن کے ساتھ صلہ رحمی کی اجازت دی تو آپؓ نے ملاقات کی"۔ (مسند احمد و ابن جریر و ابن ابی حاتم عن عبداللہ بن زبیرؓ) ایک اور روایت میں یہی واقعہ خود حضرت اسماءؓ اس طرح بیان کرتی ہیں کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا اپنی کافرہ والدہ سے ملاقات کروں اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ملاقات کی اجازت کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کے لئے بھی کہا"۔ (مسند احمد و بخاری و مسلم)

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے یہ جملے ہی جو یان حق کے لئے کافی ہیں

در سابقہ آیات میں کفار سے جس ترک تعلقات کی ہدایت کی گئی تھی اس کے متعلق لوگوں کو یہ غلط فہمی لاحق ہو سکتی تھی کہ یہ ان کے کافر ہونے کی وجہ سے ہے اس لئے ان آیات میں یہ سمجھایا گیا ہے کہ اس کی اصل وجہ انکا کفر نہیں بلکہ اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ ان کی عداوت اور ان کی ظالمانہ روش ہے لہذا مسلمانوں کو دشمن کافر اور غیر دشمن کافر میں فرق کرنا چاہیئے اور ان کافروں کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرنا چاہیئے جنہوں نے کبھی ان کے ساتھ کوئی برائی نہ کی ہو" (تفہیم القرآن ج ۵ ص ۴۳۴)

علامہ یوسف القرضاوی فرماتے ہیں: "جن آیتوں میں موالات سے منع کیا گیا ہے ان کا تعلق دراصل ایسے لوگوں سے ہے جو اسلام کے دشمن اور مسلمانوں سے برسر جنگ ہوں۔ ان کی مدد اور پشت پناہی کرنا، انہیں رازدار بنانا اور ملی مفاد کے خلاف انہیں اپنا حلیف بنا کر ان کی قربت حاصل کرنا کسی مسلمان کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے" (الحلال والحرام فی الاسلام اُردو ترجمہ ص ۴۲۶ طبع بمبئی)

اس امر کی صراحت قرآن کریم کی بعض دوسری آیتوں میں بھی ملتی ہے مثلاً ارشاد ہوتا ہے:

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِکُمْ لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُھُمْ اَکْبَرُ قَدْ بَیَّنَّا لَکُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ھٰاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَھُمْ وَلَا یُحِبُّوْنَکُمْ۔"
(آل عمران - ۱۱۸، ۱۱۹ پ۴)

ترجمہ: "اے ایمان والو اپنے سوا کسی کو (راز دار) صاحب خصوصیت مت بناؤ وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے تمہاری مضرت کی تمنا رکھتے ہیں واقعی بغض ان کے منہ سے ظاہر ہو پڑتا ہے اور جس قدر ان کے دلوں میں ہے وہ تو بہت کچھ ہے ہم علامات تمہارے سامنے ظاہر کر چکے اگر تم عقل رکھتے ہو۔ ہاں تم ایسے ہو کہ ان لوگوں سے

محبت رکھتے ہو اور یہ لوگ تم سے اصلاً محبت نہیں رکھتے" (اختصار شدہ بیان القرآن ص۵۸)

مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم "صاحب خصوصیت" کی شرح میں فرماتے ہیں:

"یہاں جو غیر مذہب والوں سے خصوصیت کی ممانعت فرمائی ہے اسمیں یہ بھی داخل ہے کہ انکو اپنا ہمراز بنایا جائے اور اس میں یہ بھی داخل ہے کہ اپنے خاص امور انتظامی میں اس کو دخل دیا جائے۔" (اختصار شدہ بیان القرآن ص۵۸)

بہتر ہے کہ یہاں غیر مسلمین کے ساتھ تعلقات کے ضمن میں چند اور ضروری باتیں بھی واضح کرتا چلوں یعنی یہ کہ مسلمان خواہ کسی خطۂ ارض سے تعلق رکھتے ہوں دینی امور کے علاوہ تمام فنی و معاشرتی و صنعتی امور میں امن پسند اور بے ضرر غیر مسلمین کے ساتھ بلا تفریق اہل کتاب وغیر اہل کتاب تعاون کر سکتے اور ان سے تعاون حاصل کر سکتے ہیں، اسی طرح ان کے ساتھ رواداری، حسن معاشرت، بھلائی، عدل و انصاف اور تبادلۂ تحائف وغیرہ کے تعلقات رکھنا بھی جائز ہے۔

تاریخ اسلام کے عہد زریں میں غیر مسلمین کے ساتھ مسلمانوں کے باہمی روابط کی بے شمار مثالیں موجود ہیں مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مشہور واقعہ ہے کہ آپ نے ہجرت کے موقع پر ایک مشرک عبداللہ بن اریقط سے رہبری کی خدمات لی تھیں۔ (ملاحظہ ہو انگریزی ترجمہ حیواۃ محمدؐ مصنفہ ڈاکٹر محمد حسین ہیکل مصری ص۱۶۷ طبع امریکہ ۱۹۷۶ء) حالانکہ رہبری اور وہ بھی ان حالات میں کہ جن میں ہجرت کی گئی تھی، سے زیادہ خطرناک اور نازک بات اور کیا ہو سکتی ہے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین میں صفوان بن امیہ نے شرکت کی تھی حالانکہ اس وقت وہ اسلام سے مشرف نہیں ہوئے تھے اور ان کا شمار مشرکین میں ہوتا تھا۔

حنبلی مسلک کے فقیہ علامہ ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ: "ایسے حالات میں کسی غیر مسلم شخص کا تعاون حاصل کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس کے بارے میں عام مسلمانوں کی رائے اچھی ہو۔" (المغنی لابن قدامہ ج ۸ ص۴۱۴)

ذخیرۂ احادیث میں بکثرت ایسی روایات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلم بادشاہوں اور کفار کے تحائف قبول کئے

اور خود بھی ان کو تحائف دیتے (بخاری، احمد، ترمذی وطبرانی وغیرہ میں یہ روایات تلاش کی جا سکتی ہیں)

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر برصغیر کے بعض مسلمانوں کے ذہنوں میں اس غیر اسلامی تصور نے کس طرح جگہ پائی تو اس کے دو ممکنات ہیں: اوّل وہ کہ جس کا ذکر راقم الحروف نے اپنے سابقہ مضمون "غیر اہل کتاب کے ساتھ کھانا کھانے کا مسئلہ" کے اختتام پر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی گفتگو کی اخباری رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے کیا ہے، دوئم جو لوگ مختلف ادیان عالم کی تعلیمات، رسم ورواج، ان کے جداگانہ معاشرتی نظام اور ان کے مذاہب کی تاریخ پر نگاہ رکھتے ہیں ان سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے کہ کسی مخصوص خطہ کے باشندوں کی اکثریت ایک عرصۂ قدیم سے جس نظام زندگی پر کاربند ہے یقیناً وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس نظام زندگی کے اثرات اس خطہ کی اقلیت اور اس خطہ کے گردو نواح کے باشندوں کے معمولاتِ زندگی پر رفتہ رفتہ ضرور مترتب ہوتے ہیں خواہ وہ اثرات اپنی اصل ہیئت میں مترتب ہوں یا کچھ تغیر وتبدل کے ساتھ۔ یہ متفقہ امر ہے کہ برصغیر کا قدیم ترین مذہب ہندومت (HINDUISM) ہے جس کے اصول ومبادی چار ویدوں (VEDAS) سے ماخوذ ہیں۔ اگر کسی ہندو برہمن کے رہن سہن کا مطالعہ ومشاہدہ کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ ان کی مذہبی تعلیمات یا معاشرہ کے رسم ورواج کے مطابق کسی نچلی ذات (LOWER CASTE) سے تعلق رکھنے والے فرد کو اچھوت (UNTOUCH-ABLE) یا مجسم نجس سمجھا جاتا ہے۔ اگر کوئی اچھوت کسی اعلیٰ ذات (UPPER CASTE) کے فرد کا برتن، یا کھانا صرف چھوتے یا اسے پکائے یا ان کے ساتھ بیٹھ کر اپنا کھانا کھائے یا صرف ان کے کھانے پر اس اچھوت کا سایہ بھی پڑ جائے تو اعلیٰ ذات والے فرد کے لئے وہ کھانا اشدھ (نجس، حرام) ہو جاتا ہے۔ اس کے برخلاف اسلام ہر بنی آدم کو خواہ وہ کسی بھی مذہب اور کسی بھی علاقہ سے تعلق رکھتا ہو مجسم نجس نہیں بلکہ غیر مسلمین کو اعتقادی طور پر نجس مانتا ہے اور بجائے نفرت وتذلیل کے ہر انسان کا احترام اور اسکی تکریم کرتا ہے کیونکہ قرآن کریم میں خود اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: "ولقد کرمنا بنی آدم" یعنی "ہم نے بنی آدم کو مکرم بنایا ہے"

پس معلوم ہوا کہ چھوت چھات (UNTOUCHABILITY) کا نظریہ خالص برہمانہ فلسفہ دینیات (VEDIC THEOPHILOSOPHICAL THOUGHT) پر مبنی ہے جو کسی نہ کسی طرح برصغیر کے بعض مسلمانوں کے ذہنوں میں رچ بس گیا ہے جس سے وہ لوگ یہ مطلب اخذ کر بیٹھے ہیں کہ کفار و مشرکین کے ہاتھ سے کوئی حلال چیز چھو جائے یا ان کے ہاتھوں پک جائے یا صرف ان کے ساتھ بیٹھ کر کھا لینے سے ہی وہ حلال چیز (ضد رجس و حرام) ہو جاتی ہے، خواہ اس کافر یا مشرک کے اعضائے ظاہری پر بظاہر کوئی غلاظت و نجاست موجود نہ ہو۔ یہاں ایک قابل غور نکتہ یہ ہے کہ کیا برصغیر کے ان بعض مسلمانوں پر، جن کے ذہنوں میں یہ غیر اسلامی نظریہ راسخ ہو چکا ہے، اس حدیث نبوی کا اطلاق نہیں ہوتا ؟ "من تشبہ بقوم فھو منھم"۔

وَاٰخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین والصّلوٰۃ
والسلام علی رسولہ الکریم وَاٰلہ واصحابہ اجمعین

ڈاکٹر اسرار احمد
کی تالیف
استحکام پاکستان
اشاعت خاص ۳۰/- ۲۰/- روپے
اشاعت عام ۱۲/- روپے
قریبی بکسٹال سے طلب فرمائیں یا براہ راست درج ذیل پتہ پر لکھیں
مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ۳۶۔ کے ماڈل ٹاؤن فون: ۸۵۲۶۱۱

پاکستان کیوں بنا ـــــ کیسے بنا
پاکستان کیوں ٹوٹا ـــــ کیسے ٹوٹا
اب ٹوٹا تو ـــــ
پاکستان کی تاریخ کا حقیقت پسندانہ تجزیہ
اندھیروں میں امید کی ایک کرن
لفظ لفظ میں ـــ وطن کی محبت
سطر سطر میں ـــ ایمان کی چاشنی
عمل کا پیغام ـــ

اس کتاب کا مطالعہ خود بھی کیجئے اور اسے زیادہ سے زیادہ عام کیجئے

سیرۃ الخلیل (باب سوم)

مولانا الطاف الرحمٰن بنوی

مہد سے لحد تک

بلاشبہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات رفتارِ زمانہ کی تیز و تند آندھیوں کی سمت وجہت اور رُخ موڑنے کے لئے مبعوث ہوتے ہیں اُن کا کام حالات کی رَو میں بہہ جانے کی عافیت پسندی نہیں بلکہ ان کا دھارا بدلنے اور کایا پلٹنے کی مہم جوئی ہوتا ہے۔ وہ سب "بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ" کے حکم الٰہی کے مخاطب اور اسی کی تعمیل میں شب و روز کوشاں رہتے ہیں بڑی حکمت و دانائی کے ساتھ اپنی امتوں کو راہ حق کی طرف بُلاتے ہیں اور دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں آنے والی ہر سختی اور مصیبت کو کمالِ خندہ پیشانی سے سہتے اور برداشت کرتے ہیں قوم کی طرف سے عداوت و مخالفت میں جس قدر زیادہ ہوتی جاتی ہے نبی کی طرف سے اصلاح و خیرخواہی کی کوششوں میں اُسی کے بمقدار اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

بلا استثنار حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاءؑ کی سوانح عمریاں کھنگالیں، مجاہدے، محنتیں اور مشقتیں ہی دکھائی دینگی اور "اشد الناس بلاءً الانبیاء ثم الامثل فالامثل" کی عملی صورتیں اور خارجی شکلیں۔

قرآن و توریت اور تواریخ تینوں اسی بات پر متفق ہیں کہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ کی زندگی ابتلاؤں اور آزمائشوں کی آماجگاہ بنی رہی اور آپؑ ساری عمر اُن کے نرغے میں محصور۔ ولادت ہی سے مشکلات و امتحانات کا سلسلہ شروع ہوا تھا اور زیست کے آخری لمحات تک قائم رہا یہ مشکلات اور آزمائشیں کیا تھیں ہم انکی تعیین میں علماء سخت مضطرب اور مختلف الرائے ہیں اس اضطراب کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ قرآن حکیم میں "اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا" کو "وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ